ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.04 (2025)

مذہبی رواداری اور اسوہ حسنہ

Prof. Dr. Shazia Ramzan
Dean Faculty of Arts and Humanities, University of Agriculture, Faisalabad
Dr. Ainee Rubab
Lecturer in Islamic Studies, Peer Mehir Ali Shah Arid Agriculture University, Rawalpindi

Abstract

Islam is intrinsically a religion of peace, moderation, tolerance, and moral restraint. Contrary to common Western misconceptions that associate Islam with extremism and violence, this study examines religious tolerance through the exemplary life (Uswah -e- Ḥasanah) of the Prophet Hazrat Muhammad ﷺ. The research critically evaluates historical allegations against Islam and argues that religious extremism largely stems from the distortion of divine teachings in earlier religious traditions rather than from Islamic doctrine itself.

Drawing upon historical and biographical sources, the paper highlights the holly Prophet's consistent practice of patience, forgiveness, and non-violence in the face of persecution. Key events such as the Treaty of Madinah, the Conquest of Makkah, and the Prophet's interactions with Jews, Christians, hypocrites, and former enemies demonstrate Islam's commitment to religious freedom, human dignity, and peaceful coexistence. The study further emphasizes Islam's balanced approach to worship and social conduct, rejecting excess and compulsion.

The paper concludes that linking Islam with terrorism reflects prejudice rather than historical reality. In an increasingly interconnected world, a fair and objective study of the Prophet Muhammad's life is essential for promoting interfaith understanding, religious harmony, and global peace.

اسلام مذہبی رواداری، اعتدال اور عدم تشدد کا حامل دنیا کا پہلا مذہب ہے جس نے ہمیشہ نہ صرف یہود و نصاریٰ کے ساتھ بلکہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ بھی رواداری کا سلوک برتا ہے لیکن بد قسمتی سے اہل مغرب نے ہمیشہ اسلام کے اوپر الزامات لگائے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ پر بہت زیادہ الزامات لگائے گئے۔ قرونِ وسطیٰ کے یورپ کے مسیحی علماء نے ان کو فریبی، عیاش اور خونی انسان کے روپ میں پیش کیا۔ حتیٰ کہ آپ کے کا نام کا ایک بگڑا ہوا تلفظ مہاونڈ (نعوذ باللہ) شیطان کے ہم معنی بنادیا گیا ہے۔(1)

مسلمانوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے طعنہ پرستی کی بنیاد رکھی۔ حالانکہ اس کی ابتداء عیسائیوں نے خود کی۔ مشہور برطانوی مصنفہ کیرن آرمسٹرانگ رقمطراز ہیں:

ولیم بیل ریلے نے 1919ء میں امریکی ریاست فلاڈیفیا میں ایک بہت بڑی کانفرنس ہوئی جس میں پروٹسٹنٹ گروہ کے لوگوں نے شرکت کی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ریلے نے چودہ مقرروں اور انجیل گانے والوں کے ایک طائفے کے ساتھ پورے امریکہ میں 18 شہروں کا ایک انتہائی منظم دورہ کیا۔ ریلے نے کہا کہ یہ محض کوئی الگ تھلگ جنگ نہیں بلکہ یہ تو ایک لامختتم جنگ ہے۔(2)

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں اس کا اعتراف مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے۔

بنیاد پرست اور مقدس انجیلی مبلغین ایک ایسے گروہ پر مبنی یہ بائبل انجیل) کے لفظی معنوں پر زور دیتا ہے۔(3)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

دوسری بنیاد پرست تنظیم یہودی پارٹی "یگودات اسرائیل" (اسرائیل کا اتحاد) کی تھی۔ یہ 1912ء میں مسنیگڈی اور گرکے ہسیڈم نے قائم کی تھی۔ 1970ء سے لے کر اس وقت تک 18 صدیوں بعد پہلی مرتبہ یہود متحد ہوئے تھے۔ اس تنظیم نے تورات کی اساس پر ایک الٰہی ریاست کی تشکیل کا نظریہ اور اس کے لئے عملی جدوجہد شروع کی تھی۔ (4)

جہاں تک انتہاپسندی کا تعلق ہے تو اس کی بنیادی وجہ دین الٰہی کی تعلیمات کو بگاڑنا ہے۔ اگر یہ لوگ اپنے دین میں تحریف نہ کرتے تو آج حالات اس طرح کے نہ ہوتے۔ مولانا عبدالکریم پاریکھ اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

مذہبی انتہاپسندی کے اسباب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں تحریف کی جس کی وجہ سے اصلی تعلیمات معدوم ہوگئیں اور حق و باطل کی آمیزش ہوگئی۔ اگر یہود و نصاریٰ اس فعل قبیح کا ارتکاب نہ کرتے تو آج آسمانی مذاہب والے بنیادی آسمانی تعلیمات پر متفق ہوتے۔ (5)

انتہاپسندی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہود و نصاریٰ حضرت محمد ﷺ کو نہیں مانتے جبکہ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ سمیت تمام سابقہ انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر وہ بھی پیغمبر آخر کو تسلیم کر لیتے جیسے کہ ان کی آسمانی کتابوں میں تصریحات اور پیشگوئیاں ہیں تو اصلاح کا راستہ نکل آتا۔ (6)

یہود و نصاریٰ الٰہی اللہ تعالیٰ کے احکامات کو چھوڑ کر خود اپنے دین کے ٹھیکیدار بن گئے تھے۔ تحریف و تبدیل کرنے کے علاوہ انہوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں کو بے حد مذہبی اختیارات دیئے تھے یہاں تک کہ عیسائیت میں گناہوں کی بخشش اور جنت و دوزخ کے فیصلے کرنا پادریوں کا وطیرہ بن گیا تھا۔ عیسائیوں کا پوپ سے متعلق یہ عقیدہ تھا کہ وہ اللہ کا نائب اور عیسیٰ کا قائم مقام ہے اس کی کوئی بات غلط نہیں ہو سکتی اور نہ اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی کی جاسکتی ہے۔ وہ گناہگاروں کو معاف کر سکتا ہے۔ اس عقیدے کی وجہ سے معافی ناموں کی خرید و فروخت شروع ہوگئی اور ہر شہر و بستی میں اس کی ایجنسیاں قائم ہوگئیں۔ ہر گناہ کیلئے مختلف قیمت کے معافی نامے ہوتے تھے۔ یہ معافی نامے نہ صرف زندہ لوگ کے لئے بلکہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے فوت شدگان کیلئے بھی خریدے جاتے تھے۔ انہیں فروخت کرنے والے مختلف طریقوں سے آگاہی دے کر فروخت کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب معافی ناموں کی خرید و فروخت اس قدر عام ہوگئی تو تمام مسیحی یورپ اور کلیسا طور پر گناہوں کی دلدل میں پھنس گئے۔ (7)

عیسائیت کی یہی باتیں تھیں جن کے خلاف مارٹن لوتھر جیسے لوگوں نے ان کے خلاف تحریکیں اٹھائیں جس کے رد عمل کے طور پر 286 مذہبی علماء کو زندہ جلا دیا گیا اور تقریباً ایک لاکھ افراد کو لقمہ اجل بنا دیا گیا تھا۔

تاریخ انسانیت میں یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ کوئی مذہب یا نظریہ تلوار کے بغیر نہیں پھیلا۔ گویا تلوار اور جنگ غلبہ دین اور افکار و نظریات کی ترویج کیلئے ایک ضروری چیز رہی ہے مگر اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے جنگ کے اصول وضع کیے۔ ورنہ اس سے قبل دوسرے مذاہب نے مفتوحہ اقوام پر بہت ظلم و ستم کیے جس کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں۔

رواداری اور عدم تشدد اسوہ حسنہ سے عملی مثالیں

نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات پوری دنیا کیلئے عملی نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے دنیا میں رواداری اور عدم تشدد کی بہترین عملی مثالیں قائم کیں۔ اسلام کے شروع سے ہی آپ ﷺ پر اہل مکہ نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنا شروع کر دیئے۔ آپ کو گالیاں دیں، قتل کرنے کی سازشیں کیں، راستوں میں کانٹے بچھائے، جسم مبارک پر نجاستیں گرائیں، جادوگر، مجنوں اور نہ جانے کیا کیا نام دیئے مگر بقول ام المومنین حضرت عائشہؓ آپ ﷺ نے تمام زندگی اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ ہاں اگر کوئی خدائی حرمت کو پامال کرتا تو اس صورت میں سختی کے ساتھ مواخذہ فرماتے۔ (8)

نبوت سے قبل جبکہ آپ ﷺ کی عمر 35 سال تھی، اہل مکہ نے بیت اللہ شریف کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا۔ جب حجر اسود کی تنصیب کا موقع آیا تو ہر قبیلے نے اس سعادت کو لینے کے لئے میدان میں اتر آئے۔ قریب تھا کہ تلواریں چل پڑتیں کہ آپ ﷺ نے ایک دانشمندانہ فیصلہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس پتھر کو اٹھا کر ایک چادر میں رکھا اور تمام قبیلوں کے سرداروں سے کہا کہ اس چادر کو مشترکہ طور پر اٹھا کر خانہ کعبہ تک لے چلو۔ جب سب نے پتھر اپنی جگہ تک پہنچا دیا تو آپ ﷺ نے اٹھا کر اسے اس کی جگہ پر نصب فرمایا اور یوں خون خرابہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ (9)

جب آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو کفار نے ہر طرح سے آپ کو ستانا شروع کیا۔ آپ ﷺ کے چچا ابوجہل اور ابولہب، آپ کے دشمن بن گئے۔ ابولہب کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عُتیبہ کے ساتھ آپ ﷺ کی دو صاحبزادیوں حضرت ام کلثومؓ اور حضرت رقیہؓ کا نکاح ہوا تھا۔ ان دونوں نے آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کو طلاق

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

دے دی۔اس طرح اہل مکہ نے خاندان قریش کا معاشرتی بائیکاٹ کیا اور یہ حالات سن 7 نبوت سے 10 نبوت تک رہے۔بھوک اور پیاس سے بچے بلبلا اٹھتے مگر قریش کو ان پر ترس نہ آیا۔ان تمام حالات میں آپ ﷺ نے صبر اختیار کیا۔(10)

ایک بار رسول اکرم ﷺ حرم شریف میں نماز پڑھ رہے تھے۔ابو جہل کے کہنے پر عقبہ بن ابی معیط نے گندسے بھری اوجھڑی اٹھائی اور سجدے میں آپ ﷺ کی کمر پر رکھ دی۔کفار اس منظر کو دیکھ کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔حضرت فاطمۃ الزہراءؓ دوڑتی ہوئی آئیں اور اس گندگی کو آپ ﷺ کے جسم مبارک سے ہٹایا۔(11)

اہل مکہ سے ناامید ہو کر آپ ﷺ نے دعوت اسلام کی غرض سے طائف کا سفر اختیار کیا۔وہاں کے سرداروں نے دعوت قبول کرنے کی بجائے برا بھلا کہا اور لڑکوں کو پیچھے لگا دیا جنہوں نے پتھر مار مار کر آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا۔بخاری شریف میں ہے کہ اس وقت اللہ کے فرشتے آئے اور آپ ﷺ سے اہل طائف کی تباہی کی اجازت چاہی مگر آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں اگر یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے مسلمان پیدا فرمائے گا۔(12)

ابو سفیان کی بیوی ہند اسلام لانے سے قبل سخت ترین دشمن اسلام تھی۔اس نے رسول اکرم ﷺ کے چہیتے چچا حضرت حمزہؓ کو شہید کروا کر ناک کان کٹوائے۔سینہ چاک کرایا اور دل و جگر نکلوا کر کچا چبایا۔فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کے بلند اخلاق اور بے مثال عفو و درگزر سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئی۔آپ ﷺ نے اس کے اسلام لانے پر خوشی کا اظہار فرمایا۔(13)

حضرت حمزہؓ کو شہید کر کے ان کا سینہ چاک کرنے والا وحشی بن حرب تھا جو ہند کا غلام تھا۔(وحشی بن حرب کے لفظی معنی ہیں جنگلی، لڑائی کی پیداوار) فتح مکہ کے بعد یہ طائف بھاگ گیا کیونکہ اہل طائف ابھی اسلام نہیں لائے تھے مگر جب اہل طائف نے بھی اسلام قبول کر لیا تو وحشی کیلئے جائے پناہ نہیں رہی اور جب مجبوراً دربار رسالت میں اسلام لانے کی غرض سے حاضر ہوا تو آنحضرت ﷺ نے اس کا اسلام قبول فرما کر سب کچھ معاف کر دیا۔(14)

عکرمہ بن ابی جہل مسلمان ہونے سے پہلے اسلام کا سخت ترین دشمن تھا۔فتح مکہ کے دن ڈر کی وجہ سے یمن بھاگ گیا۔ان کی بیوی نے جو مسلمان ہو چکی تھی، حضور ﷺ سے عکرمہ کیلئے امان طلب کی اور عکرمہ جب دربار نبوت میں پہنچے تو حضور ﷺ فرطِ خوشی سے اس کی طرف ایسے دوڑے کہ چادر مبارک جسم اطہر سے کھسک کر نیچے گر پڑی۔(15)

صفوان بن امیہ قریش کے سرداروں میں سے تھا اور کٹر دشمن اسلام تھا۔اس نے عمیر بن وہب کو بھاری رقم کا لالچ دے کر آنحضرت ﷺ کے قتل کے ارادہ سے مدینہ بھیجا تھا۔رسول اکرم کو وحی کے ذریعہ اس کے ارادے کی اطلاع ہو گئی تھی۔جب وہ خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے اس کے قدم کی اطلاع ہو گئی تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اور صفوان کے درمیان خانہ کعبہ کے پاس فلاں فلاں بات ہوئی تھی۔یہ سن کر عمیر فوراً اسلام لے آیا۔تاہم صفوان فتح مکہ کے دن بھاگا اور جدہ پہنچا جہاں سے یمن جانا چاہتا تھا۔عمیر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور صفوان کیلئے امان مانگی۔آپ ﷺ نے اپنا عمامہ مبارک بطور امان کی نشانی عطا فرمایا۔صفوان عمیر کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چار ماہ کا وقت مانگا اور بعد میں دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔(16)

مسلمانوں کی خاطر ایک بار آپ ﷺ نے ایک یہودی زید بن سعنہ سے ادھار لیا۔مقررہ وقت ادائیگی سے قبل ہی وہ یہودی آیا اور آپ ﷺ سے نامناسب اور گستاخانہ انداز سے پیش آیا۔حضرت عمرؓ سے برداشت نہ کر سکے اور اس کو قتل کرنے کی اجازت چاہی۔مگر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمرؓ تمہیں چاہئے کہ مجھے حسن ادائیگی کی تلقین کرتے اور اسے حسن طلب کی۔پھر آپ ﷺ نے نہ صرف اس کا قرض واپس کرنے کا حکم فرمایا بلکہ حسن سلوک کے طور پر بیس صاع زیادہ کھجوریں دینے کا حکم دیا۔اس حسن سلوک سے متاثر ہو کر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔(17)

عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین دل سے اسلام کا دشمن و بدخواہ تھا۔غزوہ احد کے موقع پر بہانہ بنا کر اس نے مسلمانوں کی جمعیت جو ایک ہزار پر مشتمل تھی، سے اپنے تین سو افراد جدا کر کے واپسی اختیار کی۔یہ مشرکین و یہود کے ساتھ خفیہ ساز باز رکھتا اور مسلمانوں کے راز ان کو منتقل کرتا تھا۔ایک دفعہ ایک مہاجر اور ایک انصاری کی آپس میں لڑائی ہو گئی۔دونوں نے اپنی اپنی قوم کو پکارا۔آنحضرت ﷺ نے موقع پر پہنچ کر معاملہ رفع دفع کیا مگر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ مدینہ چل کر ذلیل مسلمانوں یعنی مہاجرین کو نکال دوں گا اور کہا کہ پیغمبر کے ساتھیوں سے ہاتھ اٹھا لو تو وہ خود یہاں سے بھاگ کھڑے ہوں گے۔اس کی تفصیل سورۃ منافقون میں آئی ہے۔واقعہ افک یعنی حضرت عائشہؓ پر بہتان لگانے میں بھی اس کا بنیادی کردار تھا۔اس کے باوجود آپ ﷺ نے ہمیشہ اس سے درگزر کا معاملہ فرمایا اور جب مرا تو آپ نے صحابہ کی ناپسندیدگی کے باوجود اپنا کرتہ عنایت فرمایا جس میں اسے دفن کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس کیلئے استغفار کیا۔(18)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

سب سے بڑھ کر طیش اور غصے کا وقت واقعہ افک تھا جبکہ منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر نعوذ باللہ تہمت لگائی تھی۔ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کی محبوب ترین بیوی اور ابو بکرؓ جیسے یار غار اور افضل ترین صحابی کی صاحبزادی تھیں۔ منافقوں نے اس خبر کو پورے شہر میں پھیلایا کہ سارے شہر میں اس کا شور سننے لگا۔ دشمنوں کی طرف سے گالم گلوچ، عزت پر حرج اور اپنی بیوی کی بے عزتی، یہ باتیں انسان کے صبر و تحمل کے پیمانہ میں نہیں سما سکتیں تاہم رحمت عالم نے ان تمام کے ساتھ کیا کیا؟ واقعے کی تکذیب خود خدا نے قرآن پاک میں کر دی اور اس سے قبل آپ ﷺ نے کسی طرح کا کوئی انتقام نہیں لیا۔(19)

ہبار بن الاسود وہ شخص تھا جس کے ہاتھ سے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو سخت تکلیف پہنچی تھی۔ حضرت زینبؓ حاملہ تھیں اور مکہ سے مدینہ ہجرت کر رہی تھیں۔ کفار نے مزاحمت کی اور ہبار بن الاسود نے جان بوجھ کر ان کو اونٹ سے گرا دیا جس سے ان کو سخت چوٹ آئی اور حمل ساقط ہو گیا۔ فتح مکہ کے بعد مجبوراً آستانہ رحمت پر جھک آیا اور اپنی جہالت اور قصور کا اعتراف کیا۔ پھر کیا تھا باب رحمت سامنے کھلا تھا اور دوست دشمن کی تمیز یکسر مفقود تھی۔(20)

تاریخ انسانی میں مکہ کی فتح کا دن رواداری، صبر و تحمل، برداشت اور وسیع القلبی کی ایک لازوال اور عدیم النظیر مثال ہے جس کا عشر عشیر بھی تاریخ میں اخلاق کی تعلیم دینے والوں کی عملی زندگی میں نظر نہیں آتا۔ اس دن مکہ کے تمام ظالم و مشرکین گردن جھکائے آپ ﷺ کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ سب تھر تھر کانپ رہے تھے۔ ان کو اپنی موت صاف نظر آ رہی تھی۔ آج اللہ نے ان تمام کو پیغمبر رحمت ﷺ کے قبضے میں دے دیا تھا۔ چاہتے تو دشم زدن میں سب کی گردنیں کٹوا کر سابقہ ظلموں کا بدلہ لے لیتے۔ اس حالت میں پیغمبر رحمت ﷺ کی آواز اٹھی "تمہیں معلوم ہے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا" سب نے جواب میں کہا، آپ کریم بھائی کے کریم بیٹے ہیں اور ہم آپ کی طرف سے رحم واحسان کے امیدوار ہیں۔ پھر کیا تھا دریائے رحمت امنڈ آیا اور اہل مکہ کی ظلموں بھری تاریخ کو بہا کر لے گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

لاتثریب علیکم الیوم، اذھبوا فانتُم الطُلقآء۔(21)

آج تم پر کوئی مواخذ نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔

ہجرت سے پہلے مدینہ میں اوس و خزرج کے علاوہ یہود کے مختلف قبائل اور دیگر مشرکین آباد تھے۔ گویا مدینہ مختلف عقائد رکھنے والے قبائل اور مختلف نسل کے لوگوں کی آماجگاہ تھا۔ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے ان تمام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور اس اتحاد واتفاق کو قائم رکھنے کے لئے دنیا کا پہلا تحریری دستور وجود میں آیا جس پر تمام قبائل متفق ہوئے اور اس کی وجہ سے آپ ﷺ کو مدینہ کی پہلی اسلامی ریاست کا سربراہ تسلیم کیا گیا۔ یوں مدینہ میں ایک مختلف الخیال عناصر پر مشتمل ایسا معاشرہ وجود میں آیا جس میں میثاق مدینہ کی وجہ سے یہود ونصاری، مہاجرین اور سارے قبائل ایک قسم کے اتحاد میں جمع ہو گئے۔(22)

ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق میثاق مدینہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہے۔ یہ تاریخ ساز میثاق دو حصوں میں تقسیم ہے۔ یہ تاریخ ساز دستور دو حصوں میں تقسیم ہے۔ پہلے حصہ میں 23 اور دوسرے میں 24 دفعات شامل ہیں۔ پہلا حصہ مسلمانوں کے آپس کے تعلقات اور حقوق کی نشاندہی کرتا ہے جبکہ دوسرا حصہ اہل اسلام کا دیگر مذاہب کے ساتھ تعلقات و فرائض کے بارے میں نشاندہی کرتا ہے۔ ایک دفعہ کے الفاظ یہ ہیں "مسلمانوں کیلئے مسلمانوں کا دین اور یہودیوں کیلئے یہودیوں کا دین ہے" یعنی مدینہ میں جتنے بھی لوگ بستے تھے ان کو دینی، عدالتی اور قانونی آزادی کا اختیار دیا گیا تھا۔ تاریخ کے اوراق دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ اس سے بڑھ کر کوئی مفاہمت والا دین اور اس کے مظاہر نہیں ملیں گے۔(23)

عرب سیرت نگار محمد حسین ہیکل میثاق مدینہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ وہ تحریری معاہدہ ہے جس کی بدولت حضرت محمد ﷺ نے آج سے 1400 سال پہلے ایک دستور، انسانی معاشرہ میں قائم کیا جس سے شرکاء معاہدہ میں سے ہر طبقے کو اپنے اپنے عقیدہ و مذہب کے مطابق آزادی حاصل ہوئی۔ انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی اور اموال کو تحفظ ملا اور شہر امن کا گہوارہ بنا۔(24)

رسول اکرم ﷺ غیر مسلموں کو مسجد میں ٹھہراتے۔ ہر مذہب کے فرد کو اپنے طریقے کے مطابق عبادت کی اجازت تھی۔ ایک دفعہ نجران کے عیسائیوں کا وفد مدینہ آیا۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں مسجد میں حاضر ہوا۔ اس وقت ان کی نماز کا وقت آ گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے مسجد ہی میں نماز شروع کر دی۔ بعض مسلمانوں نے روکنا چاہا مگر آنحضرت ﷺ نے ان کو منع فرمایا اور فرمایا: نماز پڑھ لینے دو۔ چنانچہ عیسائیوں نے مسجد نبوی کے اندر نماز پڑھی۔(25)

ایک بار ایک یہودی کا جنازہ گزر رہا تھا۔ جنازہ آپ ﷺ کے سامنے آیا تو آپ ﷺ احترام آدمیت کی خاطر کھڑے ہو گئے۔(26)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

اسلام میں اعتدال اور میانہ روی کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف دنیاوی امور میں بلکہ دینی کاموں میں بھی اعتدال کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا ۔

ایک بار تین صحابہؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ عبادت کے بارے میں جاننا چاہتے تھے کہ کس قدر عبادت کریں۔ ایک نے کہا میں ساری رات عبادت کروں گا اور آرام نہیں کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں روزانہ روزہ رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں ساری عمر نکاح نہیں کروں گا اور شہوت پوری کرنے سے دور رہوں گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور زیادہ پرہیز گار ہوں۔ اس کے باوجود میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور بغیر روزے کے بھی رہتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور میں نے نکاح بھی کئے ہیں۔ پس جو میرے طریقے کے خلاف کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔(27)

ایک بار رسول اکرم ﷺ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک رسی دو ستونوں کے درمیان باندھی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ رسی کس لئے ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ام المومنین حضرت زینبؓ نے لٹکائی ہے۔ جب وہ عبادت کرتے کرتے تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک کر تھکاوٹ اتارتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رسی کھول دو۔ جب تک تم میں سے کوئی تازہ دم رہے تو نماز پڑھے اور جب تھک جائے تو آرام کر لیا کرے۔(28)

ایک دفعہ ایک دیہاتی آیا اور رسول اکرم ﷺ کی مسجد میں پیشاب کیلئے بیٹھ گیا۔ صحابہؓ اس کو مارنے کیلئے کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کو منع فرمایا۔ جب دیہاتی فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ یہ مسجدیں بول وبراز کیلئے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز اور قرآن کی تلاوت کیلئے ہیں۔ پھر ایک شخص کو حکم دیا وہ ایک ڈول پانی لایا اور اس پیشاب پر بہادیا۔(29)

درج بالا بحث سے یہ بات عیاں ہوگئی ہے کہ دین اسلام امن وامان، عدل وانصاف، اعتدال، عفوو درگزر اور رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کو دہشت گردی کی ساتھ جوڑنا اسلام کے دشمنوں کے تعصب پر دلالت کرتا ہے۔ بدقسمتی سے آج پوری دنیا کا میڈیا بھی یہود ونصاریٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ دین اسلام کو اس کی اصل تعلیمات کے برعکس پیش کر رہا ہے۔ تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ایک وقت تھا جبکہ اسلام اور مسلمان دونوں کا ایک ہی مفہوم لیا جاتا تھا یعنی جو کچھ اسلام میں بیان ہوا تھا وہ مسلمان کی عملی زندگی ہوا کرتی تھی۔ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے دین اور اس کے پیروکاروں کو اچھا سمجھتے تھے۔ اب اسلام اور مسلمان دونوں کا مفہوم الگ الگ ہو گیا ہے یعنی اسلام کی تعلیمات اور مسلمان کے عمل میں واضح فرق آچکا ہے جو اسلامی تعلیمات کے بالکل برعکس ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بیان کردہ تعلیمات اور سیرت کو عام کیا جائے۔ اس کا بار بار مطالعہ کیا جائے اور سمجھ بوجھ کر اس پر عمل کیا جائے مگر اب مسئلہ صرف مسلمانوں کا نہیں ہے، تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ اب پوری دنیا ایک گلوبل ولیج کا روپ دھار چکی ہے۔ مختلف مذاہب اور قومیں ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں رہ سکتیں۔ یورپ اور امریکہ کے دانشوروں اور ارباب اختیار کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر اسلام کی حقیقی تعلیمات کو صحیح طور پر سمجھنے کا حوصلہ اور برداشت پیدا کریں۔ وہ تعصب کی عینک اتار کر رحمت اللعالمین، حضرت محمد مصطفی ﷺ کی عملی زندگی کا منصفانہ مطالعہ کریں اور پھر تاریخ انسان کے تمام مصلحین سے اسلامی حقیقی زندگی کا تقابل کر کے اس کی آفاقی، ہمہ گیر اور عدیم النظیر حیثیت کو تسلیم کر لیں۔

حوالہ جات

1. Encyclopeadia Britanica, 1984, Muhammad, Vol:12, P-609

2۔ کیرن آرمسٹرانگ، The Battle for God اردو ترجمہ: خدا کیلئے جنگ از محمد احسن بٹ، نگارشات لاہور، 2003، ص 251

3. Encyclopeadia Britanica, Fundamentalist, Vol:7, P-777

4۔ کیرن آمسٹرانگ، خدا کیلئے جنگ، ص 271 تا 273

5۔ مولانا عبدالکریم پاریکھ، یہودیت، قرآن کی روشنی میں، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور، مارچ 2001، ص 98۔

6۔ ایضاً، ص 199

7۔ چوہدری غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، علمی کتب خانہ اردو بازار لاہور، ص 522،523۔

8۔ بخاری، الجامع الصحیح، قاہرہ 1345ھ، ج3، ص395

9۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، بیروت، ج1، ص270 تا 278

10۔ ابن حزم، جوامع السیرہ، ص64

11۔ ابن حجر، فتح الباری، ج1، ص302

12۔ بخاری، الجامع الصحیح، کراچی، ج1، ص458

13۔ صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم، لاہور، ص556

14۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، بیروت، ج4، ص18

15۔ محمد یوسف الکاندھلوی، حیاۃ الصحابہ، دہلی، ج1، ص156

16۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ج2، ص215 تا 223

17۔ الصالحی، محمد یوسف، سبل الھدیٰ والرشاد، قاہرہ 1972، ج7، ص32

18۔ بخاری، کتاب الجنائز، کراچی 180، 182

19۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ج2، ص211

20۔ ایضاً، ج2، ص216، 215

21۔ قاضی محمد سلیمان منصورپوری، رحمۃ للعالمین، کراچی، ج1، ص129

22۔ ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، اردو اکیڈمی کراچی، 1978ء، ص75

23۔ ایضاً، ص76

24۔ محمد حسین ہیکل، حیات محمد، مطبعۃ النہضۃ المصریہ 1947، ص227

25۔ ابن قیم الجوزی، زادالمعاد، ج1، ص15

26۔ بخاری، الجامع الصحیح، ج1، ص175

27۔ مسلم، الجامع الصحیح، ح1401

28۔ بخاری، ج1، ص154

29۔ جمع الفوائد، ج1، ص63